کھانے پینے کے احکام و آداب

تالیف

الشیخ عبدالہادی عبدالخالق مدنی

تخریج وتصحیح

محمد یوسف صدیقی

مکتبہ اسلامیہ

کھانے پینے کے احکام و آداب

تالیف

الشیخ عبدالہادی عبدالخالق مدنی

تخریج و تصحیح

محمد یوسف صدیقی

مکتبہ اسلامیہ

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- 2014ء

مطبع --- مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس لاہور
0300-8661763

ملنے کا پتا

لاہور: غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabaislamiapk

فہرست

عرض ناشر

الحمدللّٰه رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الأمين، أما بعد:

اسلام ایک جامع اور مکمل دین ہے جس میں کامیاب زندگی گزارنے کے لیے سنہری اصولوں کے ذریعے سے بہترین رہنمائی کی گئی ہے، اس صبح میں سے شام تک اور زندگی سے موت تک کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ روزمرہ زندگی میں کھانے پینے کو بڑی اہمیت حاصل ہے، چنانچہ کتاب وسنت میں جابجا اس کا تذکرہ ملتا ہے اور اس کے آداب بھی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''کھانے پینے کے آداب'' اس اعتبار سے منفرد کاوش ہے کہ اس میں کھانے سے پہلے توجہ طلب امور سے لے کر کھانا ختم کرنے تک کے جمیع مسائل کا احاطہ احسن طریقے سے کیا ہے۔ کتاب کے مؤلف ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا عبدالہادی عبدالخالق مدنی حفظہ اللہ ہیں اور اس کی تخریج، تحقیق وتصحیح مکتبہ اسلامیہ کے شعبہ تحقیق وتصنیف کے رفیق عبداللہ یوسف ذہبی اور محمد یوسف صدیقی حفظہما اللہ نے بڑی محنت سے کی ہے، اسی طرح کمپوزنگ وڈیزائنگ سیکشن کے احباب محترم عمران ندیم اور محمد ذیشان نے بھی بڑی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ جزاهم اللّٰه خيرا

راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت ہماری ان کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے لیے ان کو نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد سرور عاصم

کھانا پینا ایک عظیم نعمت

الحمدللّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ، أما بعد:

کھانا پینا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، آیئے اس نعمت کا احساس کرنے کے لیے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ان پر غور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''اچھا یہ تو بتاؤ کہ جو کچھ تم بوتے ہو، اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑ گیا بلکہ ہم محروم ہی رہ گئے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں؟ اگر ہماری منشا ہو تو اسے کڑوا زہر کر دیں پھر تم ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے۔''

---

[1] ٥٦/الواقعہ: ٦٣-٧٠۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جو سوالات اٹھائے ہیں بدیہی طور پر ان کا جواب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پودوں کو اُگاتا ہے، اسی کے حکم سے بیجوں سے کونپل پھوٹتے ہیں، وہی ان کو ہرا بھرا کرتا اور ان میں پھل پھول پیدا کرتا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو اسے اگائے ہی نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ نہیں کہا، بلکہ یہ فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں کیونکہ پودا جب بڑا ہو جاتا ہے تو اس سے دل لگ جاتا ہے۔ اور اس سے ایک امید قائم ہو جاتی ہے، اگر کھیتی پکنے کے بعد ریزہ ریزہ ہو جائے تو یہ بات انتہائی حسرت ناک ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آخری وقت میں بھی انسان کو محروم کر سکتا ہے۔ شاعر نے اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے اپنے الفاظ میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

قسمت کی خوبی دیکھیے ٹوٹی کہاں کمند
بس ایک ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گیا

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ وہ پانی جسے تم پیتے ہو کیا اسے تم نے ہی بادلوں سے اتارا ہے؟ اس کا جواب بھی دوٹوک طور پر یہی ہے کہ نہیں ہرگز نہیں، یہ ہمارے بس کی بات نہیں، اللہ تعالیٰ ہی نے اسے بادلوں سے اتارا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے بادلوں سے اتارے ہی نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر چاہیں تو اسے کڑوا زہر بنا دیں؟ یعنی پانی تمہارے سامنے ہو، تمہاری دسترس میں ہو اور اس کے باجود کڑوا اور بدلذت ہونے کی وجہ سے تم اسے پی نہ سکو، ذرا سوچیے کہ یہ کس قدر حسرت وافسوس کی بات ہوگی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث قدسی مروی ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے: ((يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي

أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُوْنِي أَكْسُكُمْ)) ❶

"اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں پس مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، لہٰذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔"

کھانا کھلانے والا اللہ ہی ہے، اگر وہ نہ کھلائے تو ہم کھا نہیں سکتے، بھوک لگتی ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے، کھانے سے پیٹ بھر جاتا ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے۔ کھانا ہضم ہو جاتا ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے، کھانا میسر ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے، بہر کیف ہر لقمے پر اللہ کے سیکڑوں احسانات ہیں جن کا ہم شمار نہیں کر سکتے، سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ ❷ "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔" اور اللہ کا وعدہ ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ "اگر تم شکر کرو گے میں مزید عطا کروں گا۔" اور اللہ کی وعید ہے: ﴿وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ ❸ "اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

اللہ کی شکر گزاری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کھانے پینے کے معاملہ میں ہم ان آداب کو بجالائیں جن کی تعلیم اس نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ کے ذریعہ ہم کو دی ہے۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ کھانے پینے کے معاملے میں دین اسلام کی تعلیم کیا ہے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم: ٥٥ / ٢٥٧٧۔

❷ ١٦/النحل: ١٨۔ ❸ ١٤/أبراهيم: ٧۔

رزقِ حلال کا اہتمام

سب سے پہلے ہمیں یہ حکم یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم کھانے پینے کے لیے ہمیشہ حلال اور پاک چیزوں کا انتخاب کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُوا۟ مِمَّا فِى ٱلْأَرْضِ حَلَٰلًا طَيِّبًا ﴾ ❶

”اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ۔“

اور نبی ﷺ کی حدیث ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝٥١ ﴾ وَقَالَ: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ ﴾ ((ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَارَبِّ، يَارَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟)) ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ کو ہی قبول فرماتا ہے اور یقیناً اللہ عزوجل نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا حکم

---

❶ ۲/البقرہ:۱۶۸۔ ❷ صحیح مسلم، الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب: ۱۰۱۵

رسولوں کو دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں۔'' نیز ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ رزق کھاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، پراگندہ حال اور غبار سے اٹا ہوا ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے، کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، اس کا پینا حرام کا، اس کا لباس حرام کا اور حرام، سے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو کیونکر اس کی دعا قبول ہوسکتی ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال کھانے والے کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور حرام کھانے والے کی دعائیں رد کردی جاتی ہیں۔

واضح رہے کہ حلال میں ان تمام حرام چیزوں کا پاکیزہ بدل موجود ہے جن کی طرف انسان کی طبیعت مائل ہوتی ہے، اگر کوئی چاہے تو حلال کو اپنا کر حرام سے بے نیاز ہوسکتا ہے۔ کیا ہی عمدہ دعا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ)) [1]

''اے اللہ! اپنے حرام سے بچا کر اپنا حلال میرے لیے کافی کردے اور اپنے فضل کے ذریعے سے اپنے سوا دوسروں سے مجھے بے نیاز کردے۔''

---

[1] سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب (۱۱۰): ۳۵٦۳۔

کمائی کے حرام ذرائع سے ہمیں واقف رہنا چاہیے تا کہ ہم اس سے اپنے آپ کو بچا سکیں، واضح رہے کہ سود، رشوت، جوا، لاٹری، چوری، غصب، فراڈ یا حرام چیز بیچ کر یا سودی کاروبار کر کے یا یتیم کا مال کھا کر یا کسی حرام کام مثلاً کہانت یا فحش کاری پر اجرت لے کر یا مسلمانوں کے بیت المال یا ان کی عام ملکیتوں پر زیادتی کر کے جو مال حاصل کیا جائے گا وہ حرام ہے۔

دنیا کی عیش وراحت کے لیے بعض لوگ حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے، جب کہ آخرت کی سزا کے مقابلہ میں دنیا کے عیش وراحت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بروز قیامت جہنمیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا، اسے جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی راحت دیکھی؟ کیا کبھی تجھ پر خوشحالی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم، اے میرے رب! اور جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لیا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی اور تنگی دیکھی ہے؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم! میرے ساتھ کبھی سختی کا گزر نہیں ہوا، نہ کبھی میں نے سختی اور تکلیف دیکھی۔'' [1]

تحلیل و تحریم کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے

کھانے کے معاملہ میں عموماً دو طرح کے انحرافات سامنے آتے ہیں، ایک تو

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب صبغ أنعم أهل الدنيا....: ٥٥/٢٨٠٧۔

اسراف اور فضول خرچی اور دوسرا زہد کے نام پر پاکیزہ چیزوں سے کنارہ کشی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دونوں انحرافات سے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے: ﴿وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾ ''کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝﴾ [1]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حد سے آگے مت نکلو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ [2]

''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھ لو۔''

بہت سے بزرگوں کے بارے میں یہ باتیں بیان کی جاتی ہیں کہ وہ صرف ستو کھایا کرتے تھے یا بیک وقت دو قسم کے کھانے نہیں کھاتے تھے یا گوشت نہیں کھاتے تھے کیونکہ جانوروں سے انہیں بڑی ہمدردی تھی وغیرہ، تو یہ ساری باتیں غلط ہیں۔ اللہ نے جو نعمتیں آپ کے لیے حلال کی ہیں اس سے لطف اندوز ہونے

---

[1] ٥/المائدہ:٨٧۔ [2] ١٦/النحل:١١٦۔

میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ نبی ﷺ کا اس معاملے میں اسوہ یہ تھا کہ جو میسر ہوتا کھا لیتے، موجود کو واپس نہیں کرتے تھے اور غیر موجود کے لیے تکلف نہیں کرتے تھے، گوشت روٹی مل گئی تو اسے کھالیا، گوشت روٹی کے ساتھ کوئی پھل بھی موجود ہے تو اسے بھی کھالیا، کچھ نہیں ہے صرف خشک روٹی ہے یا صرف کھجور اور پانی ہے تو اسے بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کھالیا۔

کھانے کی نیت

نیت اگر نیک ہو تو مباحات مثلاً کھانا پینا، سونا جاگنا اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا وغیرہ بھی باعث اجر وثواب ہو جاتے ہیں۔ آدمی اگر کھاتے اور سوتے ہوئے یہ نیت رکھے کہ اس سے اللہ کی اطاعت کے لیے مدد حاصل ہوگی اور نشاطِ کار لوٹ آئے گا تو اس پر بھی ثواب پائے گا۔

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے

اس سے متعلق کئی احادیث ہیں، چند ملاحظہ ہوں:

① كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ: ((هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)) [1]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب فی آنیة الذهب: ٥٦٣٢

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تشریف فرما تھے، انھوں نے پانی طلب کیا تو ایک جاگیردار چاندی کے پیالے میں پانی لے کر آیا، آپ نے اسی کی طرف پھینک کر مارا اور فرمایا: میں نے اسے یوں ہی نہیں پھینکا، میں نے اسے منع کیا تھا اس کے باوجود یہ باز نہیں آیا، بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موٹے اور باریک ریشم سے نیز سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے ہمیں منع فرمایا ہے کہ یہ ان کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمھارے لیے آخرت میں ہیں۔

② عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْفِضَّةٍ فَإِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ)) [1]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں پیے وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیل رہا ہے۔''

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا کیوں منع ہے؟ اس کی علت اور حکمت کیا ہے؟ اس کا جواب دینے سے پہلے ایک نکتہ سمجھ لینا ازحد ضروری ہے، وہ نکتہ یہ ہے کہ حلال وہ ہے جسے اللہ حلال کر دے اور حرام وہ ہے جسے اللہ حرام قرار دے، اس کی علت وحکمت اگر ہمیں معلوم ہے تو الحمد لِلّٰہ اور اگر نہیں معلوم تو بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ کے حکم پر سر تسلیم خم کریں۔ واضح رہے کہ شریعت میں کہیں کسی حکم کی علت بتائی گئی ہے اور کہیں نہیں بتائی گئی۔ جہاں علت نہیں بتائی گئی ہمارا ایمان ہے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال أوانی الذھب...: ۲۰۶۵۔

کہ وہ حکم بھی علت وحکمت سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شریعت اللہ کی طرف سے ہے جو سب سے بڑا حکمت والا ہے۔

سونے اور چاندی کے برتنوں کی ممانعت کی بعض حکمتیں علماء نے یہ ذکر کی ہیں:

(۱) عجمی ظالم وجابر بادشاہوں کی مشابہت۔

(۲) کبر وغرور اور اسراف وفضول خرچی۔

(۳) اللہ کے ان نیک بندوں کی اذیت جو اپنی ضرورت کے مطابق یہ چیزیں نہیں پاتے۔

کھانا سامنے ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو کیا کریں؟

کھانا سامنے ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے کھانا کھائیں، پھر نماز پڑھیں۔ صحیحین کی مندرجہ ذیل حدیث اسی بات طرف کی رہنمائی کرتی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِذا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يُعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ)) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ۔ [1]

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو ایسی صورت

[1] صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة: ٦٧٣؛ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام...: ٥٥٩/٦٦۔

میں پہلے شام کا کھانا کھائے اور جلدی نہ کرے یہاں تک کہ (اطمینان سے) فارغ ہو جائے۔" ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کھانا پیش کیا جاتا تھا اور نماز کھڑی ہو جاتی تھی اور فارغ ہو جانے تک نماز کو نہیں جاتے تھے حالانکہ انہیں امام کی قراءت سنائی دیتی تھی۔"

یاد رہے کہ اگر کوئی شخص کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے چلا گیا تو اس کی نماز نہیں ہو گی۔ صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)) [1] میں نے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ "کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ اس وقت جب آدمی پیشاب و پاخانہ کو روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔"

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے جب نماز کے لیے حاضر ہوں تو ان کا دل دیگر مشغولیات سے فارغ اور عبادت کے لیے پوری طرح یکسو ہو۔

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا

کھانا کھانے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوئیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ غَسَلَ يَدَيْهِ. [2]

"عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور سونا چاہتے تو آپ وضو فرماتے اور جب آپ کھانا کھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے۔"

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب کراهیه الصلاة بحضرة الطعام: ٦٧ / ٥٦٠۔

[2] سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب اقتصار الجنب علی غسل یدیه...: ٢٥٧۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ

کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا سنت ہے، اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ پڑھیں۔ اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہیں، آیئے چند احادیث کا ذکر کرتے ہیں:

③ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہما؟ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رُسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، ((يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) [1]

سیدنا عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں اِدھر اُدھر پھرتا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے بچے! بسم اللّٰه پڑھو اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور جو تمہارے قریب ہے اس میں سے کھاؤ۔''

اس حدیث میں کھانے کے تین اہم آداب کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۱) کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔

(۲) اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا۔

(۳) اپنے سامنے اور اپنے قریب سے کھانا۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب التسمية على الطعام والا كل باليمين: ۵۳۷۶۔

② عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَى، فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ)) [1]

''عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھانا چاہے تو اللہ کا نام لے، اگر ابتدا میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو کہے: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ.

③ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالَىٰ عِنْدَ دُخُولِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ لِأَصْحَابِهِ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالَىٰ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ)) [2]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخلہ کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمہارے لیے آج نہ کھانا ہے اور نہ رات گزارنے کی جگہ، لیکن جب ایک آدمی گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: آج رات گزارنے کی جگہ مل گئی، اور جب کھانے پر بھی اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: آج رات کھانے اور آرام کرنے دونوں کا موقع مل گیا۔''

---

[1] سنن الترمذی، ابواب الأطعمة، باب ماجاء فی التسمية علی الطعام: ۱۸۵۸۔

[2] سنن أبی داود، کتاب الأطعمة، باب التسمية علی الطعام: ۳۷۶۵۔

④ عن حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا، لَمْ نَضَعْ أَيْدِينَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ ﷺ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدَيْهِمَا)) [1]

”حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کسی کھانے پر حاضر ہوتے تھے تو اس وقت تک کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے جب تک رسول اللہ ﷺ کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے، ایک بار ہم لوگ آپ کے ساتھ ایک کھانے پر حاضر تھے کہ ایک بچی تیزی سے آئی گویا اسے کوئی دھکیل رہا ہو، وہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالنے ہی جا رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک بدو تیزی سے آیا گویا کہ اسے بھی کوئی دھکیل رہا ہو، رسول ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا، پھر اللہ کے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب واحكامهما: ١٠٢/ ٢٠١٧۔

رسول ﷺ نے فرمایا: جب کسی کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کو حلال کر لیتا ہے، شیطان اس بچی کے ساتھ آیا تھا تاکہ کھانا کھا لے، تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر اس بدو کے ساتھ آیا تاکہ کھانا کھا لے، پھر میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ ((پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ کہا اور کھانا کھایا))

اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوتے ہیں:

(۱) اگر کھانے پر بہت سارے لوگ ایک ساتھ ہوں تو بڑے اور صاحب فضیلت کو کھانے کا آغاز کرنا چاہیے، بقیہ لوگوں کو بڑے کے ادب کے طور پر صبر اور انتظار کرنا چاہیے، جب وہ کھانا شروع کر دے تب باقی لوگوں کو کھانا شروع کرنا چاہیے۔

(۲) بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرنا چاہیے تاکہ شیطان نہ شامل ہو جائے۔

(۳) شیطان برائی کی طاقت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک مستقل مخلوق ہے جس کے ہاتھ بھی ہیں اور جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بسم اللہ نہ کہنے پر ہمارے کھانوں میں شریک بھی ہو جاتا ہے۔

⑤ عن أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ، جَالِسًا، وَرَجُلٌ يَأْكُلُ، فَلَمْ يُسَمِّ اللَّهَ تَعَالَىٰ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ، قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((مَازَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ

مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ إِسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ)) [1]

''امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا، اس نے کھانے کے شروع میں بسم اللہ نہیں کہا، جب اس کے کھانے کا آخری لقمہ باقی بچا اور اس نے منہ تک اٹھایا تو اس نے بسم اللّٰہ اولہ وآخرہ پڑھا، یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا: ''شیطان لگا تار اس آدمی کے ساتھ کھا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو شیطان نے اپنے پیٹ کے اندر سے سب کچھ قے کر دی۔''

بہت سارے لوگ اس غلط فہمی کی بنا پر کہ شیطان کا قے کیا ہوا ہمارے کھانے میں گر جائے گا اس بنا پر بسم اللّٰہ اوّلہ وآخرہ نہیں پڑھتے، حالانکہ یہ صریح نا سمجھی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان جو آپ کا دشمن ہے آپ ہی کے کھانے میں شریک ہو کر موٹا اور تندرست ہو کر آپ کو ستائے گا لیکن جب آپ اللہ کا نام لے لیں گے تو آپ کی غفلت کی بنا پر جو کچھ تھوڑا سا وہ کھا چکا تھا اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا بلکہ اسے بھی شیطان کو قے کرنا پڑے گا اور آپ کے دشمن کو بھوکا رہنا پڑے گا جو کہ آپ چاہتے ہیں۔

⑥ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، يَأْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ، فَقَالَ رسولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، ((أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ)) [2]

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام: حسن (٣٧٦٨)۔

[2] سنن الترمذی، کتاب الأطعمة، باب ماجاء فی التسمية على الطعام: ١٨٥٨۔

"عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک بدو آیا اور پورا کھانا دو لقموں میں کھا گیا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اگر اس نے بسم اللہ کہا ہوتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔"

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ نہ کہنے سے کھانے کی برکت اٹھ جاتی ہے بلکہ شروع سے برکت نازل ہی نہیں ہوتی۔

⑦ عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ)) [1]

"وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے تو ہیں لیکن آسودہ نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا: "شاید تم الگ الگ کھاتے ہو۔" صحابہ نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "مل جل کر کھانا کھاؤ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، کھانے میں برکت نازل ہوگی۔"

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ نہ کہنے سے آدمی کی بھوک نہیں مٹتی اور وہ سیر نہیں ہوتا، خواہ وہ کتنا ہی کھانا کھالے۔ اس لیے کہ کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔

---

[1] سنن ابوداود، كتاب الأطعمة، باب في الإجتماع على الطعام: ۳۷٦٤۔ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ ولید بن مسلم کے سماع مسلسل کی تصریح نہیں ہے۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بجائے صرف بسم اللہ کہنا افضل ہے کیونکہ کسی حدیث میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ذکر نہیں ملتا اور ایک حدیث میں صاف صاف یہ الفاظ ہیں کہ بسم اللہ کہو، عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا غُلَامُ إِذَا أَكَلْتَ فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)) [1]

بسم اللہ کی افضیلت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ بھول جانے پر بسم اللّٰہ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ کی تعلیم دی گئی، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ کی نہیں۔ واللہ اعلم۔

داہنے ہاتھ سے کھانا

اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا واجب اور بائیں ہاتھ سے کھانا حرام ہے، البتہ کسی شرعی عذر جیسے بیماری یا زخم وغیرہ کی صورت میں رخصت ہے۔ اس بارے میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

دوسری حدیث صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا)) قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ يَزِيدُ فِيهَا: ((وَلَا يَأْخُذُ بِهَا وَلَا يُعْطِي بِهَا)) [2]

---

[1] المعجم الكبير للطبرانی: (۹/ ۲۸)(۸۳۰۴)

[2] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب وأحكامهما: ۱۰۶/ ۲۰۲۰۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے اور بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ پیے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔'' نافع اپنی روایت میں مزید اضافہ کرتے تھے کہ ''بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہ لے اور نہ دے۔''

تیسری حدیث صحیح مسلم ہی میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: ((كُلْ بِيَمِينِكَ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ. [1]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا، آپ نے اسے حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ'' اس نے جواب دیا: میں ایسا نہیں کرسکتا، آپ نے فرمایا: تم ایسا کبھی نہ کرسکو، کبر وغرور کی بنا پر اس نے نبی ﷺ کے حکم کی تعمیل نہیں کی، چنانچہ وہ آیندہ کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنے منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ (کیونکہ نبی ﷺ کی بددعا سے اس کا ہاتھ شل ہوگیا تھا)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے مسائل مستنبط کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بلا عذر حکم شرعی کی مخالفت کرنے والے پر بددعا کرنے کا جواز معلوم ہوتا

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما: ١٠٧/ ٢٠٢٠۔

ہے، نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (بھلائی کا حکم دینا، اور دینی خلاف ورزیوں پر ٹوکنا) ہر حال میں ہونا چاہئے یہاں تک کہ کھانے کی حالت میں بھی، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے دوران کھانے والوں کو کھانے کے آداب کی تعلیم دینا مستحب ہے۔

اتنی سخت ممانعت اور شدید وعید کے باوجود بعض مسلمان بائیں ہاتھ سے کھاتے اور بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں، بائیں ہاتھ سے سینڈوچ پکڑ کر کھانا یا بائیں ہاتھ سے پیپسی یا کوئی دیگر مشروب یا پانی پینا عام بات ہوتی جارہی ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔ بعض لوگ دائیں ہاتھ سے گلاس پر ٹیک لگا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بائیں ہاتھ سے پینے کے حکم کی تعمیل نہیں کر رہے۔ یاد رہے اگر کبھی ایک ہاتھ سے برتن پکڑنا کافی نہ ہو تو دوسرے ہاتھ سے ٹیک لگانے میں حرج نہیں لیکن ایسی صورت میں وہ ہاتھ جس سے برتن کو پکڑا گیا ہے داہنا ہونا چاہیے اور وہ ہاتھ جس سے ٹیک دی گئی ہے بایاں ہونا چاہیے کیونکہ جس ہاتھ سے برتن پکڑا گیا ہے اسی ہاتھ سے پینا مانا جائے گا نہ کہ اس ہاتھ سے جس سے ٹیک دی گئی ہے۔

بیٹھ کر کھانا کھانا

بیٹھ کر کھانا اور بیٹھ کر پینا ہی اصل سنت ہے البتہ بوقت ضرورت کھڑے ہو کر کھا پی سکتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے: بَابُ الشُّربِ قَائِمًا (کھڑے ہو کر پینے کا بیان) اس باب کے اندر انھوں نے تین حدیثیں ذکر کی ہیں۔ پہلی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ مسجد کوفہ کے صحن میں پانی لے کر آئے اور کھڑے ہو کر پیا پھر فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم لوگوں نے مجھے

ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ ❶

دوسری حدیث بھی علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر مسجد کوفہ کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھ گئے، یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا، پھر آپ کے پاس پانی لایا گیا جسے آپ نے پیا، پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر اپنا سر اور پیر دھوئے، پھر کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے بچا ہوا پانی پیا اور فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینا ناپسند کرتے ہیں حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے جیسے میں نے ابھی کیا۔ ❷

تیسری حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ ❸

کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز تو ہے لیکن افضل بہر حال بیٹھ کر ہی کھانا پینا ہے کیونکہ کھڑے ہو کر پینے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا. ❹

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔''

کھانے کے لیے بیٹھنے کی کیفیت

کھانے کے لیے بیٹھنے میں تواضع کا طریقہ اختیار کریں۔ کبر و غرور کے طریقوں

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الأشربة، باب الشرب قائما: ٥٦١٥۔

❷ صحيح البخاری، كتاب الأشربة، باب الشرب قائما: ٥٦١٦۔

❸ صحيح البخاری، كتاب الأشربة، باب الشرب قائما: ٥٦١٧۔

❹ صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب وأحكام مهما: ١١٢/٢٠٢٥۔

سے بچیں۔ کبروغرور کا ایک طریقہ کھانے کے دوران ٹیک لگانا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔

عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ رضی اللہ عنہ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا. [1]

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھجور کھاتے ہوئے دیکھا آپ سرین کے بل بیٹھے ہوئے اور اپنے دونوں پیر کھڑے کئے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ کے کھانے کے دوران بیٹھنے کی ایک صفت ابن ماجہ میں اس طرح وارد ہوئی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةً فَجَثَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رُكْبَتَيْهِ يَأْكُلُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا)) [2]

''عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری تحفہ میں دی آپ دوزانو بیٹھ کر اسے کھانے لگے، ایک بدو نے کہا: یہ کیسا طریقہ ہے بیٹھنے کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے معزز بندہ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب الأكل متكئا: ۵۳۹۸۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب تواضع الأكل...: ۲۰۴۴/۱۴۸۔

بنایا ہے سرکش وجابر نہیں۔"

کھانے کے دوران بات چیت

کھانے کے درمیان جائز باتیں کرنا اور سلام کا جواب دینا جائز ہے، بلکہ دستر خوان کو تعلیم ودعوت کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

بعض لوگ کھانے کے دوران باتیں کرنا تو دور کی بات ہے سلام کرنے اور جواب دینے تک کو عیب سمجھتے ہیں حالانکہ سنت اس کے خلاف ہے۔ کئی احادیث میں کھانا کھانے کے دوران بات کرنے کا ثبوت ملتا ہے، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

(۱) صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے جو حدیثِ شفاعت کے نام سے معروف ہے، اس کے ابتدائی الفاظ اس طرح ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي دَعْوَةٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً، وَقَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک دعوت میں تھے کہ آپ ﷺ کو دستی کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ آپ کو بہت پسند تھا، آپ ﷺ نے اس میں سے اپنے دانتوں سے ایک بار توڑ کر کھایا اور فرمایا: "میں بروز قیامت سارے لوگوں کا سردار ہوں گا۔"

(۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأُدُمَ،

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاحادیث الأنبیاء، باب قوله تعالٰی: ((إنا ارسلنا نوحا...)): ۳۳۴۰۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها: ۱۹۴/۳۲۷۔

فَقَالُوا: مَاعِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ وَيَقُولُ: ((نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ)) [1]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں سرکہ کے سوا کوئی چیز نہیں، آپ نے اسے ہی طلب کر لیا، آپ کھاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ''سرکہ کیا خوب سالن ہے، سرکہ کیا خوب سالن ہے۔''

اس حدیث سے جہاں کھانے کے دوران بات کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، وہیں کھانے کی تعریف کرنے کا استحباب بھی معلوم ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری ماں ام سلیم نے ایک ٹوکرے میں رطب کھجوریں دے کر نبی کے پاس بھیجا، میں نے آپ کو نہیں پایا، آپ اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے پاس نکل گئے تھے جس نے آپ کو دعوت دی تھی، اس نے آپ کے لیے کھانا بنایا تھا، میں پہنچا تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے اپنے ساتھ کھانے کے لیے مجھے بلایا، اس شخص نے گوشت اور کدو ملا کر پکایا تھا، آپ کو کدو بہت پسند تھا، میں کدو اکٹھا کر کے آپ کے قریب کر دیتا (اور آپ اسے تناول فرماتے) جب ہم کھا کر فارغ ہو گئے تو آپ اپنے گھر واپس لوٹے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رطب کھجوروں کا وہ ٹوکرا پیش کیا، آپ نے اس میں سے کھایا اور تقسیم کیا یہاں تک کہ پورا ختم ہو گیا۔ [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به: ٢٠٥٢/١٦٦۔

[2] سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب الدباء: ٣٣٠٣؛ مسند أحمد: ١٠٨/٣؛ ١٢٠٥۔

مذکورہ حدیث کے اندر واضح طور پر موجود ہے کہ نبی ﷺ نے کھانے کے دوران انس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی، ظاہر ہے کہ یہ بھی کھانے کے دوران بات کرنے میں آتا ہے۔

(۴) عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں کھانے کے دوران کھانے کے آداب سکھلائے۔

اپنے سامنے سے اور پلیٹ کے کنارے سے کھانا

اگر کھانا ایک قسم کا ہو اپنے سامنے سے اور پلیٹ کے کنارے سے کھائیں اور اگر کئی قسم کے کھانے ہوں تو دوسری انواع کو کھانے کے لیے اپنے سامنے کے علاوہ بھی ہاتھ لے جا سکتے ہیں۔

عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ قَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ. [1]

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی، اس نے آپ کے لیے کھانا بنایا تھا، انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اس کھانے پر گیا، اس نے آپ کی

[1] صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ذکر الخیاط: ۲۰۹۲۔

خدمت میں جو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا جس میں کدو اور گوشت کے ٹکڑے تھے، انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول برتن کے اطراف سے کدو تلاش کر کے کھا رہے ہیں، اسی دن سے میں بھی کدو کو بہت پسند کرتا ہوں، ثمامہ بیان کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کدو اکٹھا کر کے آپ کے سامنے پیش کرنے لگا۔''

تین انگلیوں سے کھانا

تین انگلیوں سے کھانا کھائیں اور آخر میں انہیں خود چاٹ کر صاف کریں یا کسی سے چٹوا لیں۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا. [1]

''کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور اپنا ہاتھ صاف کرنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے تھے۔''

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں تین انگلیوں سے کھانا ممکن ہے البتہ چاول وغیرہ کھاتے ہوئے جتنی انگلیوں کی ضرورت پڑے اُتنی انگلیوں سے کھانا خلاف سنت نہ ہوگا۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع...: ۲۰۳۲۔

[2] الشرح الممتع علی زاد المستقنع (۱۲/ ۳٦۳) ((تتمة)) فی آداب الأکل والشرب۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا)) [1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ صاف کرے جب تک کہ اسے خود چاٹ لے یا کسی اور سے نہ چٹوالے۔''

چمچے اور کانٹے سے کھانا کیسا ہے؟

ایک سوال اٹھتا ہے کہ چمچہ اور کانٹا سے کھانا کھانے کا اسلامی شریعت میں کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم ایک عام اصول ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں جسے یاد رکھنے کی صورت میں اس سوال کا جواب بھی ہمیں مل جائے گا، نیز دیگر بہت سارے مسائل بھی سمجھنے میں ہمیں آسانی ہوگی، اصول یہ ہے کہ عبادات میں اصل حرمت ہے اور عادات ومعاملات میں اصل حلّت (اجازت) ہے، اس اصول کی شرح یہ ہے کہ کوئی بھی عبادت اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ اس کا حلال ہونا ثابت نہ ہو جائے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [2]

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔''

اور عادات ومعاملات میں اصل حلت ہے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر عادت ومعاملہ حلال ہے جب تک اس کے حرام ہونے کی کوئی دلیل نہ مل جائے، اس اصول کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب لعق الأصابع...٥٤٥٦۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة...: ١٧١٨/١٨۔

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ ❶

''وہی ہے (اللہ) جس نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے سب کا سب جو کچھ زمین میں ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً﴾ ❷

''کہہ دیجیے: میری طرف جو وحی کی گئی ہے، اس میں کوئی چیز ایسی نہیں پایا جو کسی کھانے والے پر جو اسے کھائے، حرام ہو مگر یہ کہ وہ مردار ہو......''

''یعنی حرام چیزیں متعین اور محدود ہیں جبکہ حلال غیر متعین اور غیر محدود ہیں۔''

اس قاعدہ کو اگر ہم اپنے مسئلہ پر فٹ کریں تو معلوم ہوگا کہ اور کانٹے سے کھانا کھانا حلال اور جائز ہے کیونکہ کھانا کھانا عبادات میں سے نہیں ہے بلکہ یہ عادات میں سے ہے جس میں اصل اباحت (جواز) ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ اہل مغرب کی مشابہت ہے اور کسی قوم کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے تو اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ مشابہت مذہبی اور دینی کاموں میں حرام ہے تمام کاموں میں نہیں، اہل مغرب کھانا کھاتے ہیں تو آپ کھانا کھانا چھوڑ دیں کیونکہ کھانا کھانے میں ان کی مشابہت ہے وہ کپڑے پہنتے ہیں تو آپ کپڑا پہننا چھوڑ دیں کیونکہ کپڑا پہننے میں ان کی مشابہت ہے، ایسی سوچ کو کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا، اس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کی مشابہت کے حرام ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کے مذہبی کاموں میں یا ان عادتوں میں جن کو ان کی شناخت، ان کا شعار اور ان کی پہچان کی حیثیت حاصل ہے، اس میں مشابہت منع ہے۔

---

❶ ۲/البقرہ:۲۹۔ ❷ ۶/الانعام۱۴۵۔

بعض علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ چمچے سے کھانا ہاتھ سے کھانے سے بہتر ہے کیونکہ لاؤڈ سپیکر سے اذان دینا اس کے بغیر اذان دینے سے بہتر ہے، کیونکہ لاؤڈ سپیکر سے اذان دینے میں شرعی مصلحت کی تکمیل زیادہ بہتر صورت میں ہوتی ہے اور وہ ہے دور تک اور زیادہ لوگوں تک اذان کے پیغام کو پہنچانا۔ ایسے ہی چمچے سے کھانے میں بھی شرعی مصلحت کی تکمیل بہتر صورت میں ہوتی ہے، اور وہ ہے چھوٹے لقمے کھانا جیسا کہ نبی ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے، نیز کھانے کی نعمت کی حفاظت کیونکہ چمچے سے کھانے سے کھانا بہت کم گرتا اور ضائع ہوتا ہے۔

لیکن دوسرے علمائے کرام نے اس رائے کو رد کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہاتھ سے کھانے میں بہت ساری شرعی مصلحتیں ہیں جو چمچہ سے کھانے سے فوت ہو جائیں گی، مثلاً کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا، کھانے کے بعد انگلیوں کا چاٹنا یا چٹوانا وغیرہ نیز ڈاکٹروں نے ذکر کیا ہے کہ انگلیوں میں کوئی ایسا مادہ موجود ہے جو ہضم کرنے میں معاون ہے، اس لیے انگلیوں سے کھانا اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا معدے کے لیے مفید ہے۔ واللہ اعلم۔

برتن منہ سے ہٹا کر سانس لینا

پانی پینے کے اہم آداب میں سے ایک یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ سانس میں پانی پینا ہو تو برتن میں سانس لینے کے بجائے برتن منہ سے ہٹا کر سانس لیں۔

ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میں ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا تو آپ ﷺ نے فرمایا: پیالے کو منہ سے دور کر کے سانس لو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشُّرْبِ فَقَالَ رَجُلٌ: الْقَذَاةُ أَرَاهَا فِي

الْإِنَاءِ قَالَ: ((أَهْرِقْهَا)) قَالَ: فَإِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ، قَالَ: ((فَأَبِنِ الْقَدَحَ إِذَنْ عَنْ فِيكَ)) [1]

''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروب میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر ایک آدمی نے کہا: میں اس (مشروب) میں تنکا دیکھتا ہوں، تو آپ نے فرمایا: اسے بہادو اس آدمی نے کہا کہ میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ پیالے کو اپنے منہ سے دور کرو، پھر سانس لو۔''

نیچے گری ہوئی غذا شیطان کے لیے نہ چھوڑنا

اگر کھانے میں سے کچھ نیچے گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالیں اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑیں۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَةٌ فَلْيُمِطْ مَا رَابَهُ مِنْهَا ثُمَّ لِيَطْعَمْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ)) [2]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور کوئی لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو جو مٹی اور غبار وغیرہ لگ جائے اسے صاف کرنے کے بعد کھالے اور اس لقمے کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔''

---

[1] سنن الترمذی، کتاب الأشربة، باب ماجاء فی کراهية النفخ فی....: ۱۸۸۷۔

[2] سنن الترمذی، ابواب الأطعمة، باب ماجاء فی اللقمة تسقط: ۱۸۰۲۔

کھانے کی عیب جوئی نہ کرنا بلکہ تعریف کرنا

کھانے میں عیب نکالنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں تھا، بلکہ آپ کھانے کی تعریف کیا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَاعَابَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ [1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا اگر آپ کو اس کی خواہش ہوئی تو کھا لیتے اور اگر طبیعت کو ناگوار ہوا تو چھوڑ دیتے۔''

کھانے میں مکھی گر جائے تو کیا کریں؟

اگر کسی کھانے یا پینے والی چیز مثلاً شوربہ، پانی، شربت یا چائے وغیرہ میں مکھی گر جائے تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ مکھی کو اس میں ڈبو کر نکال دیا جائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ، فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءً)) [2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب ماعاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما: ٥٤٠٩؛ صحیح مسلم، کتاب الأطعمة، باب لایعیب الطعام: ١٨٧ / ٢٠٦٤۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الطب، باب إذا وقع الذباب فی الإناء: ٥٧٨٢۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے پوری طرح ڈبو دے، پھر اسے نکال کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔''

مکھی کو کھانے پینے کی چیز میں ڈبو کر پھینک دینے کے بعد اگر کسی کی طبیعت اسے گوارا کرتی ہے تو اسے کھا پی سکتا ہے اور اگر طبیعت کو ناگوار ہو، یا قے وغیرہ ہونے کا خطرہ ہو تو اسے استعمال نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضَبّ (سانڈ) کے بارے میں عمل کیا، آپ نے اسے امت پر حرام نہیں کیا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے کھانے سے نہیں روکا چنانچہ بعض صحابہ نے آپ کے سامنے کھایا لیکن خود آپ نے نہیں کھایا کیونکہ وہ آپ کی طبیعت کو ناگوار تھا اور اس سے آپ کو گھن آتی تھی۔

ڈکار کو روکیں

کھانے کے دوران ڈکار لینا کھانے کے آداب کے منافی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ، فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈکار لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم سے اپنا ڈکار روک کے رکھو، کیونکہ

---

[1] سنن الترمذی، ابواب الزھد، باب حدیث أکثرھم شبعا فی الدنیا....: ۲٤۷۸۔

دنیا میں زیادہ آسودہ رہنے والے (زیادہ پیٹ بھرنے والے) بروز قیامت زیادہ لمبی بھوک میں مبتلا ہوں گے۔''

پیٹ بھر کر کھانا کھانا

زیادہ کھانا نہ شریعت کی نظر میں قابل تعریف ہے اور نہ عام انسانی عقل ہی اسے پسند کرتی ہے، کیونکہ زیادہ کھانے سے بہت ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، سستی اور کاہلی آتی ہے اور دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔

ایسے ہی کم کھانا بھی جسمانی صحت کے لیے نقصان دہ ہے اور بدن کو کمزور کر دیتا ہے۔ اگر ہم اسلامی تعلیم پر عمل کریں تو کم کھانا اور زیادہ کھانا دونوں کے نقصانوں سے محفوظ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾ [1]
''کھاؤ پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔''

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: ((مَامَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ)) [2]

''مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کسی آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا، ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی پیٹھ سیدھی رہے، اگر

---

[1] الاعراف:۷/۳۱

[2] سنن الترمذی، ابواب الزھر، باب ماجاء فی کراھیة کثرة الأکل: ۲۳۸۰۔

لامحالہ اس سے زیادہ کھانا ہے تو ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے رکھے۔“

البتہ کبھی کبھار پیٹ بھر کر کھانے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ، ”پیٹ بھر کر کھانا درست ہے۔“ اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار وہ بھوک سے پریشان تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ، پھر آپ نے اس میں سے اصحاب صفہ کو پلایا اور سب سے آخر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پلایا اور بار بار کہتے رہے کہ اور پیو یہاں تک کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہنا پڑا کہ اب پیٹ میں جگہ باقی نہیں، پھر بچا کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خود پی لیا۔ [1]

صحیح مسلم میں اس طرح کا ایک اور واقعہ بھی ہے، جس کا ذکر کرنا دلچسپی اور فائدے سے خالی نہیں:

> حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دو ساتھی آئے اور تکلیف کی وجہ سے ہماری قوتِ سماعت اور قوتِ بصارت چلی گئی تھی، ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر پیش کیا تو ان میں سے کسی نے بھی ہمیں قبول نہیں کیا، پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ہمیں اپنے گھر کی طرف لے گئے، تین بکریاں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بکریوں کا دودھ نکالو پھر ہم ان کا دودھ نکالتے تھے اور ہم میں

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ: ٦٤٥٢

سے ہر ایک آدمی اپنے حصے کا دودھ پیتا اور ہم نبی ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیتے، روای کہتے ہیں کہ آپ رات کے وقت تشریف لاتے، سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہوتا اور جاگنے والا سن لیتا، پھر آپ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے، پھر آپ اپنے دودھ کے پاس آتے اور اسے پیتے۔ ایک رات شیطان آیا جبکہ میں اپنے حصہ کا دودھ پی چکا تھا، شیطان کہنے لگا کہ محمد ﷺ انصار کے پاس آتے ہیں اور وہ آپ کو تحفے دیتے ہیں اور آپ کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مل جاتی ہے، آپ کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیا ضرورت ہوگی، پھر میں آیا اور میں نے وہ دودھ پی لیا، جب وہ دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا اور مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ اب آپ کو دودھ ملنے کا کوئی راستہ نہیں، تو شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہنے لگا: تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا؟ تو نے محمد ﷺ کے حصے کا دودھ بھی پی لیا؟ آپ آئیں گے اور وہ دودھ نہیں پائیں گے تو تجھے بد دعا دیں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا اور تیری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی، میرے پاس ایک چادر تھی جب میں اسے اپنے پاؤں پر ڈالتا تو میرا سر کھل جاتا اور جب میں اسے اپنے سر پر ڈالتا تو میرے پاؤں کھل جاتے اور مجھے نیند بھی نہیں آرہی تھی جبکہ میرے دونوں ساتھی سو رہے تھے۔ انہوں نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا، بالآخر نبی ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھی، پھر آپ اپنے دودھ کی طرف آئے، برتن کھولا تو اس میں آپ ﷺ نے کچھ نہ پایا، تو آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے دل میں کہا: اب آپ میرے لیے بد دعا فرمائیں گے، پھر میں ہلاک ہو جاؤں

گا، تو آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور تو اسے پلا جو مجھے پلائے'' یہ سن کر اپنی چادر مضبوط کر کے باندھ لی، پھر میں چھری پکڑ کر بکریوں کی طرف چل پڑا کہ ان بکریوں میں جو موٹی بکری ہو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ذبح کر ڈالوں۔ میں نے دیکھا کہ اس میں ایک کا تھن دودھ سے بھرا پڑا ہے بلکہ سب بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے پڑے تھے، پھر میں نے اس گھر کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا جس میں دودھ نہیں دوہا جاتا تھا، پھر میں نے اس برتن میں دودھ نکالا یہاں تک کہ دودھ کی جھاگ اوپر تک آ گئی، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: کیا تم نے رات کو اپنے حصے کا دودھ پی لیا تھا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ دودھ پئیں، آپ نے وہ دودھ پیا، پھر آپ نے مجھے دیا، پھر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ سیر ہو گئے ہیں اور آپ کی دعا میں نے لے لی ہے تو میں ہنس پڑا یہاں تک کہ مارے خوشی کے میں زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا، نبی ﷺ نے فرمایا: اے مقداد! یہ تیری ایک بری عادت ہے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ تو اس طرح کا معاملہ ہوا ہے اور میں نے اس طرح کر لیا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس وقت کا دودھ سوائے اللہ کی رحمت کے اور کچھ نہ تھا، تو نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا تا کہ ہم اپنے ساتھیوں کو بھی جگا دیتے وہ بھی اس میں سے دودھ پی لیتے، میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب آپ نے یہ دودھ پی لیا ہے اور میں نے بھی یہ دودھ پی لیا ہے تو اب مجھے اور کوئی پروا نہیں، یعنی

میں نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی ہے، تو اب مجھے کیا پروا بوجہ خوشی کے کہ لوگوں میں سے کوئی اور بھی یہ رحمت حاصل کرے یا نہ کرے۔'' ❶

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کھانے کے آداب میں سے اہم ادب ہے، چنانچہ اس سے متعلق حدیث ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ، فَلَمْ يَغْسِلْ يَدَهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)) ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اس حال میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے گوشت یا چکنائی کی خوشبو باقی ہو اور اسے کوئی مصیبت پہنچ جائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

کھانے کے بعد حمد اور دعا

کھانے کے بعد اللہ کی حمد کرنا اور ذکر وشکر کرنا سنت ہے، اس سلسلہ کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

① عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب إکرام الضیف وفضل...: ۱۷٤/ ۲۰۵۵۔

❷ سنن ابن ماجه، کتاب الأطعمة، باب من باب وفي یده...: ۳۲۹۷۔

مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے کھانا کھا کر یہ دعا پڑھی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ)) ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا فرمایا۔''

② عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ، قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا)) ❷

''ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا)) ''ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت، پاکیزہ اور برکت، اے ہمارے رب! نہ اس سے کفایت کی گئی ہے، نہ یہ آخری کھانا ہے اور نہ اس سے بے نیازی ہو سکتی ہے۔''

حمد کے لیے متعدد الفاظ ثابت ہیں، بدل بدل کے ساری دعائیں پڑھیں، کبھی ایک دعا اور کبھی دوسری دعا، تاکہ عادت کے طور پر نہ ہو بلکہ عبادت اور حمد کا شعور ہو۔

---

❶ سنن ابو داود، کتاب اللباس، باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا: ٤٠٢٣۔

❷ صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب مایقول إذا رفع من طعامه: ٥٤٥٨۔

تنبیہ

① ترمذی، ابوداود اور ابن ماجہ کی وہ حدیث ضعیف ہے جس میں حمد کا مندرجہ ذیل صیغہ ہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ)) [1]

② مندرجہ ذیل دعا کھانے کے بعد کی دعا نہیں، بلکہ سونے کے وقت کی دعا ہے، پوری حدیث اس طرح ہے:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ)) [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ)) ”ہر قسم کی تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا ہمارے لیے کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانہ مہیا کیا، کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے پاس نہ ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی کفایت کرنے والا۔“

③ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مَيْمُونَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَلَى

[1] سنن ابوداود، کتاب الأطعمة، باب مایقول الرجل إذا طعم: ۳۸۵۰ـجامع الترمذی: ۳٤٥۷ـسنن ابن ماجہ ماجه،: ۳۲۸۳ـ

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء باب ما یقول عند النوم...: ٦٤/ ۲۷۱٥ـ

شِمَالِهِ فَقَالَ لِي: ((الشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا)) فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أُوثِرُ عَلَى سُؤْرِكَ أَحَدً ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَطْعَمَهُ اللَّهُ الطَّعَامَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللَّهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ)) [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور خالد بن ولید اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں جس سے رسول اللہ ﷺ نے پیا، پھر مجھ سے کہا: پینے کا حق تمہارا ہے لیکن اگر چاہو تو خالد کو خود پر ترجیح دے سکتے ہو۔ میں نے کہا: میں آپ کے جوٹھے کے معاملے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، پھر رسول ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ تعالیٰ کوئی کھانا کھلائے تو یہ دعا پڑھے: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ))'' اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور اس سے بہتر کھانا عطا فرما) اور اللہ جسے دودھ پلائے تو وہ یہ دعا پڑھے: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ)) اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور مزید عطا

---

[1] سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب مايقول إذا أكل طعاما: ٣٤٥٥۔ حافظ زبیر علیزئی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں عمر بن ابی حرملہ مجہول راوی ہے۔

فرمایا۔" نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دودھ کے سوا کوئی چیز کھانے پینے دونوں کی طرف سے کفایت نہیں کرتی۔"

دعوت وضیافت کے آداب

① دعوت وضیافت کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ اس کے لیے فاسقوں اور مجرموں کے بجائے متقیوں اور پرہیزگاروں کو منتخب کیا جائے۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ)) [1]

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صرف ایمان والوں کی صحبت اختیار کرو اور صرف پرہیزگاروں کو اپنا کھانا کھلاؤ۔"

② دعوت وضیافت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے لیے خصوصی طور پر صرف امیروں کو نہ بلایا جائے بلکہ فقیروں اور غریبوں کو بھی دعوت دی جائے نیز جسے دعوت دی جائے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت قبول کرے اور بلا معقول عذر کے پیچھے نہ ہٹے، خواہ دعوت کسی امیر کی جانب سے ہو یا فقیر کی جانب سے، کسی قریبی عزیز یا رشتہ دار کی طرف سے ہو یا کسی اجنبی اور بیگانے کی طرف سے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ [2]

---

[1] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب من یؤمر أن یجالس: ٤٨٣٢۔

[2] صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله و رسوله: ٥١٧٧، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش: ١٠٧ / ١٤٣٢۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے: ولیمے کا کھانا سب سے بدترین کھانا ہے جس میں امیروں کو دی جاتی ہے اور غریبوں کو نہیں دی جاتی اور جس شخص نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''

③ غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کی جاسکتی ہے البتہ ان کے تہواروں اور مذہبی تقریبات کے مواقع پر نہیں۔ کسی غیر مسلم کی دعوت اس کے مذہبی تہوار کے موقعہ پر قبول نہ کریں، غیر اللہ کے نام پر نیاز دیا ہوا یا چڑھایا ہوا کھانا ہرگز نہ کھائیں۔

④ دعوت وضیافت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ روزہ دار ہوں تب بھی دعوت قبول کریں۔ نفلی روزہ ہو تو روزہ توڑ دیں، قضا نہیں کرنا ہوگا اور اگر روزہ نہیں توڑنا چاہتے تو دعوت میں حاضر ہوں اور داعی کو دعا دیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ)) [1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کسی کو دعوت دی جائے تو قبول کرے۔ اگر روزے سے ہے تو دعا کرلے اور نہیں تو کھائے۔''

⑤ اپنے میزبان کے لیے دعا کریں: ((اللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ)) ''اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔'' [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الأمر باجابة الدعاى إلى دعوة: ١٠٦/ ١٤٣١

[2] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب إکرام الضیف وفضل: ١٧٤/ ٢٠٥٥۔

آپ چاہیں تو یہ دعا بھی کر سکتے ہیں: ((أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ)) آپ کے پاس روزہ دار افطار کریں، نیک لوگ آپ کا کھانا کھائیں اور فرشتے آپ پر رحمت کی دعا کریں۔" [1]

⑥ میزبان ہونے کی صورت میں: فخر ومباہات اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی نیت سے دعوتیں کرنے سے، سب مہمانوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہی کھانا اٹھانے سے اور بے جا تکلف کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

⑦ مہمان ہونے کی صورت میں: دعوت میں بہت جلدی یا بہت تاخیر سے پہنچنے سے، بے جا فرمائشوں سے اور میزبان کی مخصوص نشست پر بیٹھنے سے بچنا چاہیے اِلّا یہ کہ وہ اجازت دے دے۔ اپنے ساتھ بن بلایا مہمان لانا یا خود اس قدر قیام کرنا کہ میزبان پر بوجھ ثابت ہو، مناسب نہیں۔

"حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی، اس نے آپ کے لیے کھانا بنایا، آپ کل پانچ لوگ تھے، ایک شخص آپ کے پیچھے چلا آیا، جب آپ دروازے پر پہنچ گئے تو آپ نے گھر والے سے کہا: یہ ایک شخص ہمارے پیچھے پیچھے چلا آیا ہے، اگر آپ چاہیں تو اسے بھی اندر آنے اور کھانے کی اجازت دیں اور اگر آپ کو منظور نہ ہو تو واپس چلا جائے، اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسے اجازت دیتا ہوں۔" [2]

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في الدعاء لرب الطعام...: ٣٨٥٤۔

[2] صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب ماقيل في اللحام والجزار: ٢٠٨١؛ صحيح مسلم، كتاب الأطعمة، باب مايفعل الضيف إذا تبعه...: ١٣٨/ ٢٠٣٦۔